بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد
Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat
دفتر صدر مجلس انصاراللہ بھارت
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)
Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اوصاف حمیدہ کا دلگداز و دلنشین تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 3؍مئی 2019 بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن (برطانیہ)

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج جن بدری صحابہ کا میں ذکر کروں گا ان میں پہلا نام ہے حضرت عبید بن ابوعبید انصاری۔ حضرت عبید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ بدر، احد اور خندق میں شامل ہوئے تھے۔

دوسرے صحابی حضرت عبداللہ بن نعمان بن بلدمہ ہیں۔ حضرت عبداللہ کے دادا کا نام بلدمہ یا بلذمہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن نعمان کا تعلق انصار سے تھا۔ آپ حضرت ابوقتادۃ کے چچازاد بھائی تھے۔ آپ کو غزوہ بدر اور احد میں شامل ہونے کی سعادت ملی۔

پھر جن صحابی کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت عبداللہ بن عمیر۔ حضرت عبداللہ بن عمیر کا تعلق قبیلہ بنوجدارہ سے تھا۔ آپ غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے۔

پھر جن صحابی کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت عمرو بن حارث۔ حضرت عمرو کا تعلق قبیلہ بنوحارث سے تھا۔ آپ حضرت عمرو نے شروع میں مکہ میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا آپ ہجرت حبشہ ثانیہ میں شامل تھے۔ آپ کو غزوہ بدر میں شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی۔

پھر جن صحابی کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت عبداللہ بن کعب۔ حضرت عبداللہ بن کعب غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر کے روز اموال غنیمت پر نگران مقرر فرمایا تھا اس کے علاوہ دیگر مواقع پر بھی آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اموال خمس پر نگران بننے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ غزوہ احد غزوہ خندق اور اس کے علاوہ تمام دیگر غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ آپ کی وفات مدینہ میں حضرت عثمان کے دور خلافت میں 33 ہجری میں ہوئی اور آپ کی نماز جنازہ حضرت عثمان نے پڑھائی۔ آپ کی کنیت ابوحارث کے علاوہ ابویحییٰ بھی بیان کی جاتی ہے۔

پھر جن صحابی کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت عبداللہ بن قیس۔ آپ قبیلہ بنونجار سے تھے۔ حضرت عبداللہ بن قیس غزوہ بدر اور غزوہ احد میں شریک ہوئے۔ ایک قول کے مطابق آپ غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے جبکہ دوسرے قول کے مطابق آپ غزوہ احد میں شہید نہیں ہوئے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے اور آپ نے حضرت عثمان کے دور خلافت میں وفات پائی۔ حضور انور نے فرمایا: بعض جگہ اختلاف ہو جاتا ہے تاریخ کی کتب میں اس لئے میں بیان کر دیتا ہوں۔

پھر جن صحابی کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت سلمہ بن اسلم۔ غزوہ بدر غزوہ احد غزوہ خندق اور اس کے علاوہ دیگر تمام غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ آپ نے غزوہ بدر میں صائب بن عبید اور نعمان بن عمرو کو قید کیا تھا۔ حضرت سلمہ بن اسلم حضرت عمر کے دور خلافت میں جنگ جسر میں شہید ہوئے تھے جو دریائے فرات کے کنارے لڑی گئی تھی۔ بوقت وفات آپ کی عمر 38 سال بیان کی جاتی ہے۔ علامہ نورالدین حلبی کی مشہور کتاب سیرۃ حلبیہ میں غزوہ بدر کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کے ضمن میں بیان ہے

کہ غزوہ بدر میں حضرت سلمہ بن اسلم کی تلوار ٹوٹ گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کھجور کی چھڑی دیتے ہوئے فرمایا کہ اس کے ساتھ لڑائی کرو۔ حضرت سلمہ بن اسلم نے جیسے ہی اس چھڑی کو اپنے ہاتھ میں لیا تو وہ ایک بہترین تلوار بن گئی اور وہ بعد میں ہمیشہ آپ کے پاس رہی۔

کفار مکہ نے آنحضرت ﷺ کے قتل کی ایک سازش کی تھی اس کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ غزوہ احزاب کی ذلت بھری ناکامی کی یاد نے قریش مکہ کے تن بدن میں آگ لگا رکھی تھی اور طبعاً یہ قلبی آگ زیادہ تر ابوسفیان کے حصہ میں آئی تھی جو مکہ کا رئیس تھا اور احزاب کی مہم میں خاص طور پر ذلت کی مار کھا چکا تھا۔ کچھ عرصہ تک ابوسفیان اس آگ میں اندر ہی اندر جلتا رہا مگر بالآخر معاملہ اس کی برداشت سے نکل گیا اور اس آگ کے مخفی شعلے باہر آنے شروع ہوئے۔ ایک دن موقع پا کر ابوسفیان نے اپنے مطلب کے چند قریشی نوجوانوں سے کہا کہ کیا تم میں سے کوئی ایسا جوانمرد نہیں جو مدینہ میں جا کر خفیہ خفیہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کام تمام کردے؟ تم جانتے ہو کہ محمد کھلے طور پر مدینہ کی گلی کوچوں میں پھرتا ہے۔ ان نوجوانوں نے اس خیال کو سنا اور لے اڑے۔ ابھی زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ ایک بدوی نوجوان ابوسفیان کے پاس آیا اور کہنے لگا میں نے آپ کی تجویز سنی ہے اور میں اس کیلئے حاضر ہوں۔ میں ایک مضبوط دل والا اور پختہ کار انسان ہوں جس کی گرفت سخت اور حملہ فوری ہوتا ہے۔ اگر آپ مجھے اس کام کیلئے مقرر کر کے میری مدد کریں تو میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے کی غرض سے جانے کیلئے تیار ہوں اور میں مدینہ کے رستے کا بھی خوب ماہر ہوں۔ ابوسفیان بڑا خوش ہوا اور کہا کہ بس بس ہمارے مطلب کے آدمی ہو تم۔ اس کے بعد ابوسفیان نے اسے ایک تیز رو اونٹنی اور زادِراہ دیا اور رخصت کیا اور تاکید کی کہ اس راز کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دینا۔

مکہ سے رخصت ہو کر یہ شخص دن کو چھپتا ہوا اور رات کو سفر کرتا ہوا مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ چھٹے دن مدینہ پہنچ گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ لیتے ہوئے سیدھا قبیلہ بنی عبدالاشہل کی مسجد میں پہنچا جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تشریف رکھتے تھے۔ جونہی مسجد میں یہ داخل ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی طرف آتے دیکھا تو آپ نے فرمایا یہ شخص کسی بری نیت سے آیا ہے۔ یہ الفاظ سن کر وہ اور بھی تیزی کے ساتھ آپ کی طرف بڑھا مگر ایک انصاری رئیس اسید بن حضیر فوراً لپک کر اس کے ساتھ لپٹ گئے۔ جب اسے مغلوب کر لیا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ سچ سچ بتاؤ کہ تم کون ہو اور کس ارادے سے آئے ہو؟ جس پر اس نے سارا قصہ من وعن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کر دیا اور یہ بھی بتایا کہ ابوسفیان نے اس سے اس قدر انعام کا وعدہ کیا تھا۔ اس کے بعد یہ شخص چند دن تک مدینہ میں ٹھہرا اور پھر اپنی خوشی سے مسلمان ہو گیا۔ ابوسفیان کی اس خونی سازش نے اس بات کو آگے سے بھی زیادہ ضروری کر دیا کہ مکہ والوں کے ارادے اور نیت سے آگاہی رکھی جائے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وجہ سے اپنے دو صحابی عمرو بن امیہ ضمری اور سلمہ بن اسلم کو مکہ کی طرف روانہ فرمایا اور ابوسفیان کی اس سازش قتل اور اس کی سابقہ خون آشام کارروائیوں کو دیکھتے ہوئے انہیں یہ بھی اجازت دے دی کہ اگر موقع پائیں تو بیشک اسلام کے اس حربی جنگی دشمن کا خاتمہ کر دیں۔ مگر جب امیہ اور سلمی بن اسلم مکہ میں پہنچے تو قریش ہوشیار ہو گئے اور یہ دو صحابی اپنی جان بچا کر مدینہ کی طرف واپس لوٹ آئے۔ راستہ میں انہیں قریش کے دو جاسوس مل گئے جنہیں رؤسائے قریش نے مسلمانوں کی حرکات وسکنات کا پتہ لینے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کا علم حاصل کرنے کیلئے بھیجا تھا۔ حضور انور نے فرمایا: اب یہ بھی کوئی تعجب نہیں کہ یہ تدبیر بھی قریش کی کسی اور خونی سازش کا پیش خیمہ ہو۔ امیہ اور سلمہ بن اسلم کو ان کی جاسوسی کا پتہ چل گیا جس پر انہوں نے ان جاسوسوں پر حملہ کر کے انہیں قید کر لینا چاہا مگر انہوں نے سامنے سے مقابلہ کیا چنانچہ اس لڑائی میں ایک جاسوس تو مارا گیا اور دوسرے کو قید کر کے وہ اپنے ساتھ مدینہ لے آئے۔ حضرت ام عمارہ بیان کرتی ہیں کہ میں صلح حدیبیہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہی تھی جبکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت عباد بن بشر اور حضرت سلمہ بن اسلم دونوں آہنی خود پہنے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے پہرہ دے رہے تھے۔ جب قریش کے سفیر سہیل بن عمرو نے

اپنی آواز کو بلند کیا تو ان دونوں نے اُسے کہا کہ اپنی آواز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دھیمار کھو۔ یہ ان کی ایک خاص خدمت کا ذکر ہے جو اس موقع پر انہوں نے کی۔

پھر جن صحابی کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت عقبیٰ بن عثمان۔ حضرت عقبیٰ اور آپ کے بھائی حضرت سعد بن عثمان کو غزوہ بدر اور غزوہ احد میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی تھی۔

پھر جن صحابی کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت عبداللہ بن سہل۔ آپ حضرت رافع بن سہل کے بھائی تھے۔ آپ غزوہ بدر، احد اور خندق میں شریک ہوئے اور غزوہ خندق میں شہید ہوئے۔ حضرت عبداللہ کے غزوہ حمراء الاسد جو مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے اس میں شامل ہونے کا ذکر بھی سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب سبل الھدیٰ میں ملتا ہے۔ غزوہ احد میں آپ اور آپ کے بھائی شدید زخمی ہو گئے تھے۔ جب ان دونوں بھائیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حمراء الاسد میں شمولیت کی بابت آپ کا حکم سنا تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا۔ بخدا اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ میں شرکت نہ کر سکے تو یہ ایک بہت بڑی محرومی ہوگی۔ پھر کہنے لگے بخدا ہمارے پاس کوئی سواری بھی نہیں ہے جس پر ہم سوار ہوں۔ حضرت عبداللہ نے کہا کہ آؤ میرے ساتھ ہم پیدل چلتے ہیں۔ چنانچہ وہ دونوں گرتے پڑتے چلنے لگے حضرت رافع نے کمزوری محسوس کی۔ تو حضرت عبداللہ نے حضرت رافع کو اپنی پیٹھ پر اٹھا لیا یہاں تک کہ عشاء کے وقت وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ اس رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہرے پر حضرت عباد بن بشر متعین تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے پوچھا کہ کس چیز نے تمہیں روکے رکھا تو ان دونوں نے اس کا سبب بتایا۔ اس پر آپ نے ان دونوں کو دعائے خیر دیتے ہوئے فرمایا اگر تم دونوں کو لمبی عمر نصیب ہوئی تو تم دیکھو گے کہ تم لوگوں کو گھوڑے اور خچر اور اونٹ بطور سواریوں کے نصیب ہوں گے۔ لیکن وہ تمہارے لئے تم دونوں کے اس سفر سے بہتر نہیں ہوں گی جو تم نے پیدل گرتے پڑتے کیا ہے۔ اسکا اجر اور اسکی برکات بہت زیادہ ہیں۔

غزوہ حمراء الاسد کی وجہ بیان کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ احد کی جنگ کے بعد مدینہ میں جو رات تھی وہ ایک سخت خوف کی رات تھی کیونکہ باوجود اس کے کہ بظاہر لشکر قریش نے مکہ کی راہ لے لی تھی، یہ اندیشہ تھا کہ یہ فعل مسلمانوں کو غافل کرنے کی نیت سے نہ ہو۔ لہٰذا اس رات کو مدینہ میں پہرے کا انتظام کیا گیا۔ خصوصاً آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کا صحابہ نے ساری رات پہرہ دیا۔ صبح ہوئی تو پتا لگا کہ یہ اندیشہ محض خیالی نہیں تھا کیونکہ فجر کی نماز سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع پہنچی کہ قریش کا لشکر مدینہ سے چند میل کے فاصلے پر ٹھہر گیا ہے اور رؤسائے قریش میں یہ سرگرم بحث جاری ہے کہ اس فتح سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کیوں نہ مدینہ پر حملہ کر دیا جائے۔ اس کے مقابل بعض یہ بھی کہتے تھے کہ تمہیں ایک فتح حاصل ہوئی ہے اسے غنیمت سمجھو اور مکہ واپس لوٹ چلو ایسا نہ ہو کہ یہ فتح شکست میں بدل جائے کیونکہ اب اگر تم مدینہ پر حملہ آور ہو گے تو یقیناً مسلمان جان توڑ کر لڑیں گے اور جو لوگ احد میں شامل نہیں ہوئے تھے وہ بھی میدان میں نکل آئیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فوراً اعلان فرمایا کہ مسلمان تیار ہو جائیں مگر ساتھ ہی یہ بھی حکم دیا کہ سوائے ان لوگوں کے جو احد میں شریک ہوئے تھے اور کوئی شخص ہمارے ساتھ نہ نکلے۔ آٹھ میل کا فاصلہ طے کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حمراء الاسد پہنچے جہاں دو مسلمانوں کی لاشیں میدان میں پڑی ہوئی ان کو ملیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شہدا کو ایک قبر کھدوا کر اس میں اکٹھا دفن کروا دیا اور وہیں ڈیرہ ڈال کر فرمایا کہ میدان میں مختلف مقامات پر آگ روشن کر دی جائے۔ چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے حمراء الاسد کے میدان میں پانچ سو آگیں شعلہ زن ہو گئیں جو ہر دور سے دیکھنے والے کے دل کو مرعوب کرتی تھیں۔ اس موقع پر قبیلہ خزاعہ کا ایک مشرک رئیس معبد نامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے احد کے مقتولین کے متعلق اظہار ہمدردی کی اور پھر اپنے راستہ پر روانہ ہو گیا۔ دوسرے دن جب وہ روحا مقام

پر جو مدینہ سے چالیس میل کے فاصلے پر ہے، پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ قریش کا لشکر وہاں ڈیرا ڈالے پڑا ہے اور مدینہ کی طرف واپس چلنے کی تیاری ہو رہی ہے۔ معبد فوراً ابوسفیان کے پاس گیا اور اسے جا کر کہنے لگا کہ تم کیا کرنے لگے ہو۔ اللہ کی قسم میں نے تو ابھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کو حمرا الاسد میں چھوڑا ہے اور ایسا بارعب لشکر میں نے کبھی نہیں دیکھا اور احد کی ہزیمت کی ندامت میں ان کو اتنا جوش ہے کہ تمہیں دیکھتے ہی وہ بھسم کر دیں گے۔ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں پر معبد کی ان باتوں سے ایسا رعب پڑا کہ وہ مدینہ کی طرف لوٹنے کا ارادہ ترک کر کے فوراً مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لشکر قریش کے اس طرح بھاگ نکلنے کی اطلاع موصول ہوئی تو آپ نے خدا کا شکر کیا اور فرمایا کہ یہ خدا کا رعب ہے جو اس نے کفار کے دلوں پر مسلط کر دیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا اگلے صحابی کا نام ہے حضرت عتبہ بن ربیعہ۔ آپ کو غزوہ بدر اور احد میں شامل ہونے کی سعادت ملی۔ علامہ ابن حجر عسقلانی بیان کرتے ہیں کہ جنگ یرموک میں شامل ہونے والے امراء میں سے ایک کا نام عتبہ بن ربیعہ ملتا ہے۔ جنگ یرموک سن 12-13 ہجری میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں خالد بن ولید کی سرکردگی میں رومیوں سے لڑی گئی۔ رومیوں کے لشکر کی تعداد 2 سے اڈھائی لاکھ بیان کی جاتی ہے اور مسلمان 37 سے 46 ہزار کے بیچ میں تھے۔ اسلامی لشکر میں تقریباً ایک ہزار ایسے بزرگ شامل تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک دیکھا ہوا تھا۔ سو ایسے صحابہ تھے جو غزوہ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شریک ہو چکے تھے۔ فریقین میں بڑی خونریز جنگ ہوئی۔ اسی دوران مدینہ میں حضرت ابوبکرؓ کی وفات بھی ہو گئی لیکن خالد بن ولید نے لشکر میں یہ خبر پھیلنے نہیں دی۔ بہر حال مسلمان ثابت قدم رہے اور شام تک خوب لڑائی ہوئی اور رومی لشکر نے بھاگنا شروع کر دیا۔ اس جنگ میں ایک لاکھ سے زائد رومی فوجی ہلاک ہوئے اور کل تین ہزار مسلمان اس جنگ میں شہید ہوئے۔ ان شہداء میں حضرت عکرمہ بن ابوجہل بھی تھے۔ فتح یرموک کے بعد اسلامی فوجیں پورے ملک شام میں پھیل گئیں اور کنسرین انطاکیہ، جوما، سرمین، تیزین، کورس، تل ازاز، زلوک، ربان وغیرہ مقامات پر نہایت آسانی سے فتح حاصل کی۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے فرمایا کہ اب میں ایک ذکر میں کرنا چاہتا ہوں جو مکرمہ صاحبزادی صبیحہ بیگم صاحبہ کا ہے۔ آپ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی سب سے بڑی بیٹی مکرمہ امۃ السلام صاحبہ اور حضرت مرزا رشید احمد صاحب کی بڑی بیٹی تھیں اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ام ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب کی اہلیہ تھیں۔ 30/اپریل کو 90 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس رشتہ سے وہ میری ممانی بھی تھیں۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیگم حضرت سیدۃ آصفہ بیگم صاحبہ کی بڑی بہن تھیں۔ ان کے بیٹے لکھتے ہیں کہ میری والدہ نہایت سادہ غریب پرور اور ہر کسی کے دکھ سکھ میں کام آنے والی تھیں ضرورتمندوں کا دلی خیال رکھتی تھیں۔ اپنے ملازمین کے ساتھ بھی بڑا اچھا سلوک کرتیں۔ ان کی تین بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو بھی اپنی والدہ کی نیکیاں اپنانے کی توفیق عطا فرمائے اور آپس میں بھی محبت اور پیار سے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیشہ خلافت سے وابستہ رکھے۔

......☆......☆......☆......

Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar 3rd - May - 2019

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....

....

....

....

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB